سلسلہ
مواعظ حسنہ
نمبر ۱۱۲

سایۂ عرش کا حصول

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ

حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ: گلشنِ اقبال کراچی

اپنے ایمان کو تازہ رکھیں !
گھر بیٹھے دینی اور اصلاحی مجالس کی براہِ راست نشریات سنیں !
livemajlis
(www.khanqah.org)
اس کے علاوہ جب چاہیں عالم اسلام کے نامور روحانی بزرگ
عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
اور ان کے فرزند ارجمند
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم
کے اصلاحی بیانات بھی سنے جاسکتے ہیں۔
باخبر رہیں !
خانقاہ سے متعلق تازہ ترین اطلاعات اور اعلانات
اپنے موبائل پر فوراً وصول کریں !
@khanqahashrafia
F KHANQAHASHRAFIA لکھ کر
40404 پر SMS بھیجیں۔

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۱۱۲

سایۂ عرش کا حصول

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ

حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

از طرف

حضرت مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

مہتمم جامعہ اشرف المدارس و مہتمم خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے
محبت تیرا صدقہ ہے ثمر تیرے نازوں کے
بہ امیدِ نصیحت دوستو اس کی اشاعت ہے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں۔

ضروری تفصیل

وعظ : سایۂ عرش کا حصول

واعظ : عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب و تصحیح : جناب سید عمران فیصل صاحب خلیفہ مُجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ : ۴/ اکتوبر ۱۹۹۱ء، بروز جمعہ

تاریخِ اشاعت : ۱۵ / رمضان المبارک ۱۴۳۵ھ، مطابق ۱۴/ جولائی ۲۰۱۴ء

زیرِ اہتمام : شعبہ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، کراچی

ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک نمبر ۲، کراچی، پاکستان

تعداد : چار ہزار

ضروری اعلان

عنوانات

پیش لفظ

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مواعظِ حسنہ سلسلہ نمبر ۱۱۲ کا یہ وعظ "سایۂ عرش کا حصول" ایک حدیث میں وارد ان سات اعمال کی شرح سے متعلق ہے جن کو اختیار کرنے پر حدیثِ پاک میں قیامت کے دن مومن کو عرش کا سایہ ملنے کی بشارت ہے۔

یوں تو اس حدیث پاک کی بہت سے علماء کرام نے شرح فرمائی ہے لیکن حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے جس قابلِ وجد اور عام فہم انداز میں اس حدیث میں مذکورہ سات اعمال کی شرح فرمائی ہے اس کی مثال نہیں ملتی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی محبت و معرفت کا جو درد عنایت فرمایا تھا گروہِ اولیاء میں اس کا رنگ بالکل منفرد تھا جو اس وعظ میں نمایاں نظر آتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی حیاتِ مبارکہ ہی میں حضرت والا کے اس دردِ دل کی نشر و اشاعت کا سلسلہ جاری فرما دیا تھا جس کے تحت اب تک حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے مواعظ اور بڑی کتب لاکھوں کی تعداد میں مفت تقسیم ہو چکی ہیں۔ اتنی بڑی تعداد میں کتابوں کی مفت تقسیم بھی تاریخ کا ایک منفرد باب ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ ہی کے دستِ مبارک سے رقم فرمایا۔

اللہ تعالیٰ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی اس دعا کو ہم سب کے لیے قبول فرمالیں جو وہ اپنی اولاد و ذُرّیات کے ساتھ ساتھ اپنے متعلقین یعنی مریدوں کے لیے بھی مانگا کرتے تھے کہ یااللہ میری اولاد و ذُرّیات اور میرے احباب کو صاحبِ نسبت اللہ والا بنادے اور ہم سب کی دنیا بھی بنادے اور آخرت بھی بنادے، آمین۔

یکے از خدام

عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

و

حضرت مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

سایۂ عرش کا حصول

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَبْعَۃٌ یُظِلُّھُمُ اللّٰہُ فِیْ ظِلِّہٖ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّہٗ اَلْاِمَامُ الْعَادِلُ وَالشَّابُّ نَشَأَ فِیْ عِبَادَۃِ اللّٰہِ وَرَجُلٌ قَلْبُہٗ مُعَلَّقٌ بِالْمَسَاجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِی اللّٰہِ اِجْتَمَعَا عَلٰی ذٰلِکَ وَتَفَرَّقَا عَلَیْہِ وَرَجُلٌ دَعَتْہُ اِمْرَأَۃٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَّجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰہَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَۃٍ فَاَخْفَاھَا حَتّٰی لَا تَعْلَمَ شِمَالُہٗ مَا تُنْفِقُ یَمِیْنُہٗ وَرَجُلٌ ذَکَرَ اللّٰہَ خَالِیًا فَفَاضَتْ عَیْنَاہُ[1]

اس وقت آپ حضرات کو بخاری شریف کا درس دیا جارہا ہے یعنی بخاری شریف سے ایک حدیث سنائی جارہی ہے جس میں سات اعمال کا ذکر ہے۔ یہ سات اعمال ایسے ہیں کہ اگر انسان اِنہیں کرلے تو قیامت کے دن اُس کو اللہ تعالیٰ عرش کا سایہ عطا فرمائیں گے۔

قیامت کے دن عرش کا سایہ ملنا مغفرت کی علامت ہوگا

قیامت کے دن سورج کو اتنا قریب کردیا جائے گا کہ سب کے سر ایسے کھولیں گے جیسے پکتی ہوئی ہنڈیا کھولتی ہے اور ہر شخص اپنے گناہوں کے اعتبار سے پسینہ میں ڈوبا ہوگا، کوئی گھٹنے تک پسینہ میں ہوگا، کوئی کمر تک پسینے میں ہوگا، کوئی گردن تک پسینہ میں ہوگا لہٰذا اگر اللہ تعالیٰ قیامت کے دن عرش کا سایہ عطا فرمادیں تو یہ بہت بڑی نعمت ہوگی۔ جس کو اللہ تعالیٰ عرش کا سایہ عطا فرمائیں گے یہ اُس کی نجات کی دلیل اور مغفرت کی علامت ہوگی۔

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح،۱/۶۸باب المساجد ومواضع الصلوٰۃ،قدیمی کتب خانہ

تو وہ سات اعمال کیا ہیں جن کے کرنے سے قیامت کے دن عرش کا سایہ نصیب ہو گا؟ ان سات اعمال کا درس بخاری شریف کی اس حدیث میں دیا جارہا ہے۔ اس وقت میرے ہاتھ میں فتح الباری کی دوسری جلد ہے۔ علامہ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف کی شرح فتح الباری لکھی ہے جو چودہ جلدوں پر مشتمل ہے۔ آپ ان سات اعمال کو بہت غور سے سنیے اور اپنے خاندان میں اور دوسرے لوگوں تک پہنچانے کی کوشش کیجیے۔ کیونکہ اگر آپ کو عرش کا سایہ مل جائے مگر بیوی کو نہ ملے، آپ کے ابا کو نہ ملے، آپ کے بھائیوں کو نہ ملے تو آپ کو کتنا غم ہو گا۔ تو اپنے خاندان والوں کے لیے بھی تو کوشش کرنی چاہیے لیکن جب آپ غور سے نہیں سنیں گے تو تقسیم کیا کریں گے؟ مال تو آگے جب تقسیم ہو گا جب آدمی خود غور سے سنے گا۔

حدیث کے خادموں کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا

جو لوگ حدیث سن کر اسے آگے پہنچاتے ہیں تو ایسے لوگوں کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بشارت بھی ہے۔ سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَأً سَمِعَ مَقَالَتِيْ فَحَفِظَهَا وَوَعَاهَا وَاَدَّاهَا[۲]

سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہیں کہ اے خدا! آپ ایسے بندوں کو ہرا بھرا رکھیے جو میری بات کو غور سے سنتے ہیں، پھر اُس کو یاد کر لیتے ہیں اور امانت کی طرح ہمیشہ اس کی حفاظت کرتے ہیں اور اُسے آگے بھی پہنچاتے ہیں۔ یہ سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کو ہرا بھرا رکھیں۔ آج کل کوئی ولی اللہ، کوئی پیر فقیر دعا دے دے تو آدمی کتنا خوش ہوتا ہے، کہتا ہے کہ آج ہمارے پیر نے ہم کو دعا دی ہے جبکہ میں آپ کو نبی کی دعا سنا رہا ہوں کہ ایسی دعا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے امت میں کسی کو نہیں دی۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے عرض کرتے ہیں کہ اے خدا! آپ اُن بندوں کو ہرا بھرا رکھیے جو میری بات کو یعنی حدیث کو غور سے سنے، اُس کے بعد اُسے یاد کرے اور یاد کر کے اُسے بھلائے نہیں، امانت کی

۲۔ مشکوٰۃ المصابیح، ۳۵/۱ کتاب العلم (الفصل الثانی)، قدیمی کتب خانہ

طرح اُس کی حفاظت کرے اور اُس کو آگے اپنے خاندانوں والوں کو اور دوستوں کو اور دیگر انسانوں کو پہنچائے۔

حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی دعا حاصل کرنے کی تین شرائط

آج ہم یہ سات باتیں جو سنیں گے اگر ان پر عمل کرلیں تو قیامت کے دن عرش کا سایہ ملے گا۔ قیامت کا دن بڑی مصیبت کا دن ہو گا جب سورج اتنا قریب ہو جائے گا کہ سر پکتی ہوئی ہنڈیا کی طرح کھولنے لگے گا تو جسے اللہ تعالیٰ بلالیں کہ عرش کے سائے میں آجاؤ تو یہ اس کے لیے بہت بڑا انعام ہو گا۔ اس لیے آج آپ یہ سات اعمال غور سے سن لیں اور اس نیت سے سنیں کہ ہم حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی دعا چاہتے ہیں کہ ہم ہرے بھرے رہیں۔ بتایئے! ہم سب چاہتے ہیں نا کہ ہم سب کو نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی دعا لگ جائے؟ تو نبی کی دعا لگنے کی تین شرطیں ہیں یعنی حدیث کو غور سے سنے، پھر اُس کو امانت کی طرح محفوظ کرے اور اُس کو آگے بڑھادے یعنی دوسروں کو سنادے۔ تو ہم سب کو ان شاء اللہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی یہ دعا لینی ہے لہٰذا اس حدیث کو غور سے سنیے کیونکہ اس کی ہم سب کو ضرورت ہے۔

اب سیریل وائز (serial wise) یعنی ترتیب وار یہ سات اعمال سنیے! مجھے انگریزی بولنے کا شوق نہیں ہے لیکن جو بچے نادان ہوتے ہیں انہیں لڈو دکھا کر اسکول بھیجا جاتا ہے۔ اب آپ بتایئے کہ علم کو لڈّو سے کیا نسبت ہے؟ اسی طرح میرے سامنے اکثر بچے، اکثر مخاطب انگریزی داں ہوتے ہیں تو وہ عربی کے الفاظ کو نہیں سمجھتے لہٰذا انہیں سمجھانے کے لیے کبھی کبھی انگریزی کے الفاظ بول لیتا ہوں۔

ایک صاحب سے میں نے کہا کہ میں آپ کے یہاں آکر تعزیت کروں گا اور تسلّی دوں گا۔ تو کہنے لگے کہ نہ ہم تعزیت سمجھتے ہیں نہ تسلّی سمجھتے ہیں اور آسان اُردو بولیے۔ تو میں نے کہا کہ جو باتیں غم کو ہلکا کردیں آپ کو ایسی باتیں سناؤں گا۔ تو کہنے لگے کہ اب سمجھ میں بات آگئی۔ اسی طرح ایک صاحب سے میں نے کہا کہ میرے سفر کا نظم اور نظام یہ ہے تو وہ انگریزی داں بی اے پاس کہنے لگے کہ صاحب! یہ نظام کیا چیز ہے؟ میں نے کہا کہ پروگرام۔

تو کہتے ہیں Ok، یعنی اب بات سمجھ میں آگئی۔ تو اس لیے بعض اوقات انگریزی کے الفاظ استعمال کرنے پڑتے ہیں۔

اَمرَد کس کو کہتے ہیں؟

مزید کچھ عرض کرنے سے پہلے ایک بات اور بتادوں کہ جن لڑکوں کی ڈاڑھی مونچھ ابھی نہیں آئی ہوتی اُن کو اَمرَد کہتے ہیں۔ کوئٹہ سے میرے ایک دوست آئے، میں نے ان سے کہا کہ بزرگوں نے فرمایا ہے اور حدیث پاک میں بھی ہے کہ امرد سے تنہائی میں مت ملو، ان کو دیکھو بھی مت، اُن سے احتیاط کرو، کیونکہ وہ مثل عورت کے ہوتے ہیں لٰہذا اُن سے احتیاط کرو۔ جب میں نے کہا کہ اَمرد سے احتیاط کرو تو مجھے شبہ ہوا کہ معلوم نہیں یہ شخص اَمرد سمجھا ہے یا نہیں لٰہذا میں نے کہا کہ کیا آپ اَمرد کے معنیٰ سمجھتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں! سمجھتا ہوں۔ میں نے کہا اس کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے کہا اَمرود یا امرت دھارا۔ انہوں نے یہ دو معنیٰ بتائے۔ اسی لیے کہتا ہوں کہ بی اے کرنے سے کچھ نہیں ہوتا، عربی الفاظ کو سمجھنے کے لیے علماء کی خدمت کرنی پڑتی ہے۔ تب میں نے ان سے کہا کہ اَمرد کے معنی نہ اَمرود ہیں اور نہ امرت دھارا ہے، اَمرد سے مراد وہ لڑکے ہیں جو پندرہ سولہ سال کے ہو چکے ہوں اور جن کی ابھی ڈاڑھی مونچھ نہ آئی ہو تو اُن کے لیے حدیث پاک میں آیا ہے کہ اُن کی طرف نظر ڈالنے سے احتیاط کرو کیونکہ شیطان کبھی لڑکیوں سے زیادہ لڑکوں کے فتنے میں مبتلا کر دیتا ہے۔

قرآن پاک میں قومِ لوط کا قصہ عبرت کے لیے ہے

قرآن شریف میں ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم عورتوں کو چھوڑ کر لڑکوں کے ساتھ بدفعلی کرتی تھی۔ ان پر عذاب کے تین فرشتے لڑکوں کی شکل میں آئے، اللہ تعالیٰ نے اُن فرشتوں کو حسین لڑکوں کی شکل میں بھیجا، وہ تین فرشتے یہ تھے، حضرت جبرئیل، حضرت میکائل اور حضرت اسرافیل علیہم السلام ۔ تو حضرت لوط علیہ السلام کی قوم والے دوڑے کہ بس آج تو کیا ہی کہنا:

وَجَآءَ اَھۡلُ الۡمَدِیۡنَۃِ یَسۡتَبۡشِرُوۡنَ ﴿۶۷﴾[۳]

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرمارہے ہیں کہ شہر والے خوشیاں مناتے ہوئے دوڑے کہ آہا! خوبصورت اور حسین لڑکے آئے ہیں۔ خدائے تعالیٰ اس اُمت کو اپنی پناہ میں رکھے اور ہر انسان کو اس خبیث فعل سے بچائے۔ اللہ تعالیٰ نے اس عمل کے بارے میں قرآن پاک میں فرمایاہے:

کَانَتۡ تَّعۡمَلُ الۡخَبٰٓئِثَ[۴]

قومِ لوط خبیث عمل کیاکرتی تھی۔ جب یہ فرشتے حضرت لوط علیہ السلام کے گھر میں داخل ہوئے تو حضرت لوط علیہ السلام نے گھر کا دروازہ بند کرلیاکہ کہیں میری قوم میرے مہمانوں کو رُسوانہ کردے لیکن وہ مکان کی دیوار پھاند کر اندر داخل ہوگئے اور حضرت لوط علیہ السلام کانپنے لگے کہ آہ! ہماراکوئی مددگار نہیں ہے، آج ہمارے مہمانوں کو یہ کمبخت رُسواکردیں گے۔ تب حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایاکہ اے پیغمبر! آپ خوف نہ کریں، آپ بالکل نہ ڈریں، ہم فرشتے ہیں، ہم ان کے دماغ درست کردیں گے، پھر انہوں نے اپنے پَر کو گھمایاتو سارے اندھے ہوگئے، جب اچانک اندھے ہوگئے تو اُدھر سے بھاگنے لگے۔

آیت لَعَمۡرُکَ اِنَّھُمۡ---الخ کی عجیب شرح

قومِ لوط کی اس بری عادت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے فرمایا لَعَمۡرُکَ اِنَّھُمۡ لَفِیۡ سَکۡرَتِھِمۡ یَعۡمَھُوۡنَ[۵] اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی مبارک زندگی کی قسم! یہ قوم اپنی شہوت اور خبیث عادت کے نشہ میں پاگل ہورہی تھی۔ اب سوال یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی قسم کیوں کھائی؟ اس میں راز یہ ہے کہ اے مکہ کے کافرو! جیسے تم تکبر کے نشہ میں ہو اور میرے نبی کے چراغ کو بجھانے کے لیے میٹنگ

۳؎ الحجر:۶۷

۴؎ الانبیآء:۷۴

۵؎ الحجر:۷۲

کر رہے ہو، یاد رکھو! قومِ لوط میں بھی نشہ تھا، فرق صرف اتنا ہے کہ ان میں شہوت کا نشہ تھا اور تمہارے اندر تکبر کا نشہ ہے۔ لیکن ہم نے جو اُن کا حال کیا وہی تمہارا حال کر دیں گے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کی زندگی کی قسم کھائی کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کی زندگی کی قسم! قومِ لوط شہوت کے نشہ میں پاگل ہو رہی تھی۔ مطلب یہ کہ کفارِ مکہ جو تکبر کے نشہ میں پاگل ہو کر آپ کو نقصان پہنچانے کی کوشش کر رہے ہیں تو آپ کی زندگی کی حفاظت ہمارے ذمہ ہے، یہ کافر آپ کو کیا نقصان پہنچا سکتے ہیں، یہ تو ایک دن فنا ہو جائیں گے لیکن آپ کا آفتابِ نبوت قیامت تک روشن رہے گا۔

قومِ لوط جیسا عذاب کسی قوم کو نہیں دیا گیا

اللہ تعالیٰ آگے ارشاد فرماتے ہیں کہ فَاَخَذَتۡهُمُ الصَّيۡحَةُ مُشۡرِقِيۡنَ[۶] صبح سویرے جب سورج نکل رہا تھا تو اللہ کا عذاب آگیا۔ جبرئیل علیہ السلام نے قومِ لوط کی پوری زمین جو چھ لاکھ کی آبادی والی تھی اور اس میں چھ شہر تھے اور ہر شہر میں ایک ایک لاکھ کی آبادی تھی، حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پوری چھ لاکھ کی بستی کو ایک بازو سے اُٹھایا جبکہ جبرئیل علیہ السلام کے چھ سو بازو ہیں، ان کے ایک بازو میں اللہ تعالیٰ نے اتنی طاقت رکھی ہے کہ ایک بازو کو زمین میں گھسایا اور زمین کو اُٹھا کر آسمان کے قریب لے گئے۔ مفسرین لکھتے ہیں کہ اتنا قریب لے گئے کہ آسمان کے فرشتوں نے اس بستی کے مرغوں، گدھوں اور کتّوں کی آوازیں سنیں، آسمان کے اتنا قریب لے جاکر وہاں سے زمین اُلٹ دی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَجَعَلۡنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا، ہم نے زمین کا اوپر والا حصہ نیچے اور نیچے والا حصہ اوپر کر دیا۔ دیکھیں! جہاز گرتا ہے تو مسافروں کی ہڈی پسلی نہیں بچتی، اس کے باوجود کہ خدائے تعالیٰ کو یقین تھا کہ اتنے اوپر سے گرنے کے بعد یہ سب ہلاک ہو گئے ہیں پھر بھی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَ اَمۡطَرۡنَا عَلَيۡهِمۡ حِجَارَةً مِّنۡ سِجِّيۡلٍ[۷]، میں نے ان پر پتھر بھی برسائے، ایک اور جگہ

---

۶ الحجر:۷۳

۷ الحجر:۷۴

ارشاد ہے مُّسَوَّمَةً عِنۡدَ رَبِّكَ لِلۡمُسۡرِفِيۡنَ[۸] ہر پتھر پر ان کا نام بھی لکھا ہوا تھا یعنی ان مجرموں کے نام پتھروں کے جو وارنٹ آئے تھے تو ہر پتھر پر مجرم کا نام لکھا ہوا تھا اور ہر پتھر اپنے اپنے مسمّٰی کو تلاش کرتا تھا، ہر پتھر اپنے اسم کے ساتھ گرتا اور اپنے مسمّٰی کو لگتا اور ان کو ایسا کر دیا جیسے ابابیلوں نے ہاتھیوں پر کنکریاں برسا کر ان کو کھائے ہوئے بھوسے کی طرح کر دیا تھا۔

عشقِ مجازی میں مبتلا عذاب میں مبتلا رہتے ہیں

افسوس کہ آج پڑھے لکھے لوگ سب کچھ جانتے ہوئے بھی حسنِ مجازی کے نشہ میں اشعار پڑھ کر شعر و شاعری سے دل بہلاتے ہیں، اللہ کے عذاب کی باتوں سے دل بہلاتے ہیں حالانکہ یہ شاعری کسی کے کچھ کام نہیں آئے گی، ایسے لوگوں کا دل ہمیشہ معذّب رہتا ہے، ان کی آنکھوں اور چہروں پر ذلت و لعنت برستی رہتی ہے، جنہوں نے اللہ کو چھوڑ کر غیر اللہ سے دل لگایا ان کو ایک لمحہ کو بھی چین نہیں ہے۔ ایسے وقت میں مجھے اپنا اُردو کا ایک شعر پیش کرنا پڑتا ہے ؎

ہتھوڑے دل پہ ہیں مغزِ دماغ میں کھونٹے
بتاؤ عشقِ مجازی کے مزے کیا لوٹے

یہ بات میں حقیقتاً کہتا ہوں کہ میرے پاس ایسے نوجوان مریض آئے جو کہتے تھے کہ میں غیر اللہ سے دل لگائے ہوئے ہوں، کوئی ٹیڈی کے چکر میں ہے، کوئی حسین لڑکوں کے چکر میں ہے، سب کہتے تھے کہ صاحب! نیند نہیں آرہی ہے، ولیم فائیو فیل، ولیم ٹین بھی فیل ہوگئی، اب تو بجلی کا جھٹکا لگنے کو ہے، ڈاکٹر کہہ رہے ہیں کہ گدو بندر کے پاگل خانہ میں داخل ہونا پڑے گا، دل ہر وقت پریشان رہتا ہے، بے چین رہتا ہے۔ تو میں نے ان کی اس پریشانی کو اپنے شعر میں پیش کیا ؎

ہتھوڑے دل پہ ہیں مغزِ دماغ میں کھونٹے

۸؎ الذریات:۳۴

بتاؤ عشقِ مجازی کے مزے کیا لوٹے

پوری روئے زمین سے کسی بھی رومانٹک والے کو لاؤ، اگر میں اُس کے سر پر قرآن رکھ کر پوچھوں گا تو وہ یہی کہے گا کہ سخت پریشان ہوں، اس مرض سے کافر تک پریشان ہیں، یہ ظالم مرض ہی ایسا ہے۔ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ پر قربان جائیے، فرماتے ہیں کہ عشقِ مجازی عذابِ الٰہی ہے۔ اگر سونے کے پانی سے لکھیں تب بھی اس جملہ کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔ غیر اللہ سے دل لگانا ایسا ہے جیسے مچھلی کو پانی سے نکال کر بالو ریت پر ڈال دینا۔ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عشقِ مجازی عذابِ الٰہی اور ذلتِ دائمی ہے اور ہمارے داد پیر حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جو اللہ کو چھوڑ کر حسینوں سے دل لگاتا ہے اس کا انجام نفرت اور عداوت ہوتا ہے کیونکہ آخر میں ان دونوں میں دُشمنی ہوجاتی ہے۔ اس ملفوظ پر میرا اُردو شعر ہے، ذرا غور سے سنیں ؎

انجامِ محبت نفسانی نفرت ہی سے کنورٹ ہوتی ہے
اور اس کے مِرَنڈے رس گُلّے شیطان کی بِنَوٹ ہوتی ہے

پرانے زمانہ میں لاٹھی چلانے کے فن کو بِنَوٹ کہتے تھے اور کنورٹ (convert) انگلش کا لفظ ہے، اس کے معنیٰ تبدیل ہونے کے ہیں، میں اُردو غزل میں انگلش داخل کررہا ہوں۔ گناہ پر راضی کرنے کے لیے عاشق شروع شروع میں معشوقوں کو خوب مرنڈا اور رس گُلّہ کھلاتے پلاتے ہیں، پھر شیطان اسی کے ذریعہ سے پھنسادیتا ہے یعنی بدفعلی کے گناہ میں مبتلا کردیتا ہے۔

حسنِ فانی کا انجام

اللہ تعالیٰ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کو نور سے بھر دے فرماتے ہیں کہ بس اپنی بیوی سے محبت کرو، بیوی حلال ہے، اُس سے خوب محبت کرو مگر خبردار! کسی کی بہو، بہن، بیٹی کو مت دیکھو، ان کے کالے بالوں سے دھوکہ مت کھاؤ۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

زُلفِ جعد و مشک بار و عقل بر
آخرش زلفِ دُم زشت پیر خر

جن کے بال آج کالے ہیں، مشک بار ہیں یعنی ان سے مشک کی خوشبو آرہی ہے اور عقل بر ہیں یعنی تمہاری عقل اُڑارہے ہیں لیکن ان بالوں کا انجام کیا ہو گا؟ آخر میں وہ بڈھے گدھے کی دُم معلوم ہوں گے۔ جب اس حسینہ کی عمر اسّی برس کی ہو جائے گی اور اس کا عاشق اس کو نانی اماں کہے گا تو وہ کہے گی کہ کمبخت مجھ کو نانی اماں بناتا ہے، تو وہ کہے گا کہ کیا اب بھی نانی اماں نہ کہوں جبکہ ساڑھے گیارہ نمبر کا چشمہ لگا ہوا ہے اور کمر کمان کی طرح جھکی ہوئی ہے ؎

کمر جھک کے مثلِ کمانی ہوئی

کوئی نانا ہوا کوئی نانی ہوئی

دونوں جہاں میں سکون حاصل کرنے کا طریقہ

اسی لیے کہتا ہوں کہ خدا کے لیے اپنی زندگی کو خالقِ زندگی پر فدا کرو اور اللہ والی زندگی اختیار کر کے دونوں جہاں میں سرخرو ہو جاؤ اور دونوں جہاں میں سکونِ قلب کی ضمانت کے لیے مَیں حلف اُٹھاتا ہوں، قرآن پاک کے وعدوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدوں پر میں اس مسجد کے منبر سے بخدا کہتا ہوں کہ جس نے اللہ کو اپنا دل دیا، اللہ نے اُس کے دل کو چین عطا فرمادیا اور جس نے غیر اللہ کو دل دیا تو وہ ظالم دل کو چین سے رکھنا کیا جانے، جو اپنا ہی دل چین سے نہیں رکھ سکتا وہ دوسروں کا دل چین سے کیا رکھے گا۔

جلد دین دار بننے کا نسخہ

لہٰذا اپنے کو مخلوق کے سپرد مت کرو، ہمت سے کام لو لیکن ہمت سے کام کیسے لیں؟ ایک صاحب نے مجھ سے سوال کیا کہ صاحب جلد دین دار بننے کا نسخہ کیا ہے؟ میں نے کہا کہ بات یہ ہے کہ ہم مٹی کے ہیں، مٹی کی چیز کی طرف مائل ہو جاتے ہیں، ہر جنس اپنی جنس کی طرف لپکتی ہے، کبوتر کبوتر کے ساتھ اُڑتا ہے، باز باز کے ساتھ۔ دیکھو! ہوائی جہاز سے سبق لو، ہوائی جہاز لوہا، پیتل، تانبے سے بنتا ہے۔ یہ آسمانی چیزیں ہیں یا زمینی؟ زمین کی چیزیں ہیں۔ اس لیے ایئرپورٹ کے رَن وے کی زمین پر جہاز کھڑا رہتا ہے لیکن جب اُس کو اُڑنا ہوتا ہے اور زمین کو چھوڑنا ہوتا

ہے تو زمین سے فضا میں اُڑنے کے لیے پیٹرول کے کئی ہزار گیلن خرچ ہو جاتے ہیں جب وہ تیز دوڑتا ہے اور اوپر کو اُٹھتا ہے تو ان چند منٹوں میں پیٹرول کے کئی ہزار گیلن خرچ ہو جاتے ہیں۔ تو ہم مٹی کے ہیں، اگر ہم مٹی کے کھلونوں سے، مٹی کے کبابوں سے، مٹی کی بریانیوں سے، مٹی کے مکانوں سے، مٹی کی عورتوں سے، مٹی کی تمام چیزوں سے اپنی روح کو الگ کر کے اللہ کی طرف اُڑنا چاہیں تو ہمیں بھی کئی ہزار گیلن پیٹرول اپنی روح اور دل کی ٹنکی میں ڈلوانا پڑے گا۔ اور اُس پیٹرول کا نام ہے اللہ تعالیٰ کی محبت۔ پھر ہم زمین سے جلد ٹیک آف کر جائیں گے۔ لٰہذا جلد دین دار بننے کا نسخہ یہی ہے۔ اگر دس کروڑ کا بالکل نیا ہوائی جہاز خرید کر لائیں لیکن اُس کے اندر پیٹرول نہ ہو یا ہو تو تھوڑا ہو تو آپ بتائیے کہ وہ زمین سے ٹیک آف کر سکتا ہے؟ کراچی سے جدّہ جانے میں جتنا پیٹرول خرچ ہوتا ہے تقریباً اتنی ہی مقدار اس کو اڑانے میں خرچ ہو جاتی ہے، اس کے بعد جب وہ ہواؤں کے دوش پر اُڑنے لگتا ہے تو پیٹرول کم خرچ کرتا ہے۔

اللہ والے لطیف المزاج ہوتے ہیں

ہواؤں کے دوش پر مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کا کیا پیارا شعر یاد آیا ؎

گفت پیغمبر کہ بر دستِ صبا

از یمن می آیدم بوئے خدا

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے ساتھ سفر فرما رہے تھے کہ اچانک یمن کے محاذات پر کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ اے لوگو! صبا یعنی ہوا کے ہاتھوں پر یمن سے اللہ تعالیٰ کی خوشبو آرہی ہے۔ یہ خوشبو حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کی تھی۔ اللہ تعالیٰ کے عاشقوں کی خوشبو کو کوئی نہیں چھپا سکتا چاہے حاسدین لاکھ ان کا چراغ بجھانے کی کوشش کریں۔ اللہ والے اتنا مجاہدہ کرتے ہیں، اتنا زیادہ خونِ آرزو پیتے ہیں کہ اُن کے دل میں دریائے خوں بہتا ہے، وہ مخنث نہیں ہوتے، اُن میں بھی حسن کی طرف میلان ہوتا ہے اور آپ سے زیادہ حسن کا ادراک ہوتا ہے کیونکہ وہ پاکیزہ طبیعت اور لطیف مزاج کے ہوتے ہیں، ان کے مزاج میں لطافت ہوتی ہے، وہ ادنیٰ حسن کو بھی سمجھ لیتے ہیں اور کثیف لوگ اس لیے لطیف مزاج کے نہیں ہوتے کیونکہ گناہوں کی کثافت کی وجہ سے اُن کا

ادراکِ حسن کمزور ہوتا ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کے نام کے صدقہ میں اللہ والے لطیف المزاج ہوتے ہیں تو ان کا ادراک بھی قوی ہوتا ہے۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کسی حسین پر نظر پڑی تو نظر بچا کر آسمان کی طرف دیکھا اور یہ شعر پڑھا ؎

بہت گو ولولے دل کے ہمیں مجبور کرتے ہیں

تری خاطر گلے کا گھونٹنا منظور کرتے ہیں

اسے کہتے ہیں ایمان! یہ کیا کہ اللہ کی محبت کا دعویٰ صرف مسجدوں میں، روضۂ مبارک پر، ملتزم پر ہے، وہاں تو آنکھیں اشک بار ہیں لیکن سڑکوں پر جب کوئی ڈسٹمپر لگا مٹی کا پتلا نظر آتا ہے تو اُس وقت پیغمبر یاد نہیں آتا۔ نعت شریف پڑھنے والو! ڈسٹمپروں اور سڑنے والی لاشوں پر رسولِ خدا کو کیوں بھول جاتے ہو؟ اس وقت یہ حدیث کیوں نہیں یاد آتی **لَا تَنْظُرُوْا اِلَی الْمُرْدَانِ** اے لوگو! حسین امردوں کو مت دیکھو، اپنی آنکھوں کی حفاظت کرو۔

نفس مردانہ وار حملہ کرنے ہی سے چت ہوتا ہے

مجھے یہی شکایت ہے، خود سے بھی یہی شکایت ہے، یہ نہ سمجھئے کہ میں کوئی مقدس شخصیت ہوں، ہم کو اپنے دست و بازو کی سستی سے شکایت ہے کہ ہم نفس پر مردانہ وار حملہ کیوں نہیں کرتے؟ کیا پیارا شعر یاد آیا، مولانا رومی فرماتے ہیں ؎

ہیں تبر بردار مردانہ بزن

چوں علی واری درے خیبر شکن

ارے نفس پر مردانہ وار حملہ کرو اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرح خیبر کا قلعہ فتح کرو۔ یہ نفس مردانہ وار حملہ ہی سے چت ہوگا، یہ نفس ہیجڑوں سے چت نہیں ہوگا، چوڑیاں پہننے والوں سے چت نہیں ہوگا، اگر مگر لگانے والوں سے چت نہیں ہوگا، لہٰذا ہمت سے کام لینا چاہیے اور ہمت ملتی ہے اللہ والوں سے، تو آدمی اپنی ہمت استعمال کرے، اللہ تعالیٰ سے مدد مانگے اور خاصانِ خدا سے ہمت کے لیے دعا کی درخواست کرائے۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں ؎

بہت گو ولولے دل کے ہمیں مجبور کرتے ہیں

تری خاطر گلے کا گھونٹنا منظور کرتے ہیں

اور ؎

میرے انجامِ الفت کو ذرا تم دیکھتے جانا

میری ویرانیاں آباد ہیں خونِ تمنّا سے

تو اللہ والے اور اللہ والوں کے غلام دریائے خوں سے گذرتے ہیں، اس لیے اُن کے چراغِ عزت کو، اُن کے چراغِ آبرو کو کوئی بجھا نہیں سکتا۔ اب میرا شعر سنیے ؎

ایک قطرہ اگر ہوتا تو وہ چھپ بھی جاتا

کس طرح خاک چھپائے گی لہو کا دریا

یہ حاسدین اللہ والوں کے چراغ کو بجھانے کی کوششیں کرتے ہیں مگر یاد رکھو کہ اُن کے سینے میں دریائے خوں بہہ رہا ہے، انہوں نے اپنے مالک کو خوش کرنے کے لیے نجانے کتنی آرزوؤں کا خون کیا ہے۔

جگر صاحب کی گناہ چھوڑنے کی ہمتِ مردانہ

کیا جگر صاحب کے دل میں آرزو نہیں تھی مگر انہوں نے اپنی حرام آرزو کا خون کیا۔ آج آپ لوگ سن لیجیے کہ جگر صاحب کتنا پیتے تھے، جگر صاحب اتنا پیتے تھے، اس قدر خوگرِ شراب تھے کہ مشاعرہ میں دو آدمی اُن کو پکڑ کر لاتے تھے، خود چل کر نہیں آسکتے تھے، یہاں تک کہ اپنے دیوان میں انہوں نے لکھا ؎

پینے کو تو بے حساب پی لی

اب ہے روزِ حساب کا دھڑکا

آہ! جس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت عطا ہوتی ہے اُس کا حال کیا ہوتا ہے اس کو بھی سن لیجیے ؎

سن لے اے دوست جب ایّام بھلے آتے ہیں

گھات ملنے کی وہ خود آپ ہی بتلاتے ہیں

جس کے دن اچھے ہونے والے ہوتے ہیں، جس کو اللہ تعالیٰ اپنا پیار دینا چاہتے ہیں اور جس کو اللہ تعالیٰ اپنا بنانا چاہتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ خود اُس سے ملنے کے لیے راہیں پیدا کرتے ہیں۔ جگر صاحب کو مشاعرہ کے آخر میں لایا جاتا تھا، دو آدمی اُن کو پکڑے ہوئے ہوتے تھے کیونکہ وہ شراب کے نشہ میں مدہوش ہوتے تھے۔ لیکن پھر ان کی ہدایت کا وقت آگیا اور وہ تھانہ بھون پہنچ گئے۔ وہاں انہوں نے حضرت تھانوی سے چار باتوں کے لیے دعا کروائی کہ شراب چھوڑ دوں، ڈاڑھی رکھ لوں، حج کر آؤں اور خاتمہ ایمان پر ہو جائے۔ اُس اللہ کے پیارے کے ہاتھ اُٹھ گئے۔ جب اللہ کے پیاروں کا دعا کے لیے ہاتھ اُٹھ جاتا ہے تو کچھ اور ہی معاملہ ہوتا ہے ؎

مے دافع آلام ہے تریاق ہے لیکن
کچھ اور ہی ہو جاتی ہے ساقی کی نظر سے

اللہ والوں کے ہاتھ اُٹھنے سے دعاؤں کا کچھ اور ہی رنگ ہو جاتا ہے لہٰذا جگر صاحب واپس آئے اور شراب چھوڑ دی، جب شراب چھوڑ دی تو ڈاکٹروں نے کہا کہ جگر صاحب اگر آپ نے اچانک شراب چھوڑی تو مر جائیں گے، شراب آپ کے لیے آبِ حیات ہے۔ جگر صاحب نے پوچھا کہ اگر پیتا رہوں گا تو کب تک جیتا رہوں گا؟ ڈاکٹروں نے کہا کہ آٹھ دس برس اور جی جائیں گے تو جگر صاحب نے کہا کہ خدا کے غضب کے سائے میں آٹھ دس برس جینے سے بہتر ہے کہ میں ابھی مر جاؤں، کم از کم شراب چھوڑنے کی وجہ سے خدا کی رحمت کے سائے میں تو جاؤں گا، مجھے وہ موت عزیز ہے جو اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے میں آئے۔ اسی لیے میں کہتا ہوں کہ اگر نظر کی حفاظت کرنے میں اور حسینوں سے دست بردار ہونے میں کسی کو موت بھی آجائے تو اُس موت کو لبیک کہو۔

آہ! کاش کہ ہمارے سینوں میں اللہ تعالیٰ یہ درد عطا فرمادیں کہ ہم گناہ چھوڑنے میں اپنی جان کی بازی لگادیں، حسینوں پر نظر نہ ڈالیں چاہے جان نکل جائے، آخر مؤمن کس لیے پیدا ہوا ہے؟ بتاؤ! مؤمن جان بچانے کے لیے پیدا ہوا ہے یا جان دینے کے لیے پیدا ہوا ہے؟ اگر جان بچانا مقصود ہوتا تو اللہ تعالیٰ جہاد کیوں فرض فرماتے؟ بتاؤ بھئی! اگر جان بچانے

کے لیے اللہ ہمیں دنیا میں بھیجتا تو کیا جہاد فرض ہوتا؟ جہاد میں لڈّو ملتے ہیں یا جانیں جاتی ہیں اور خون بہتا ہے؟

جگر صاحب کی بات سن کر ڈاکٹر خاموش ہوگئے کہ اب ہم آپ کو کچھ نہیں کہیں گے۔ بس جگر صاحب نے شراب چھوڑ دی، پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے سب بیماری ختم ہوگئی اور وہ خوب اچھے ہوگئے۔ جو اللہ تعالیٰ پر فدا ہوگا تو کیا اللہ تعالیٰ اُسے ایسے ہی چھوڑ دیں گے؟ اللہ تعالیٰ اس کی مدد نہ فرمائیں گے؟ آپ گناہ چھوڑ کر تو دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ اُس کا کیا بدل دیتے ہیں، ایک بار اللہ کہنے میں ان شاء اللہ جنت کا مزہ آجائے گا۔ اُس کے بعد جگر صاحب حج کر آئے، وہیں انہوں نے ڈاڑھی بھی رکھ لی۔ پہلے زمانہ میں بمبئی سے حج کے لیے جانا ہوتا تھا۔ جب واپس آئے اور بمبئی میں اپنی ڈاڑھی آئینہ میں دیکھی تو ایک شعر کہا ؎

چلو دیکھ آئیں تماشہ جگر کا

سنا ہے وہ کافر مسلمان ہوگا

یعنی اپنی ڈاڑھی کو دیکھ کر خود تماشہ بن گئے اور یہ شعر اپنے لیے ہی کہہ رہے ہیں۔ آہ! کیا پیارا شعر کہا۔ پھر میرٹھ میں جب تانگہ پر جارہے تھے تو تانگہ والا اسی شعر کو پڑھ کر مزا لے رہا تھا۔ اُس نے پہچانا نہیں کہ جگر صاحب آج اُس کے تانگہ پر بیٹھے ہیں۔ تو جگر صاحب رونے لگے کہ آہ! اللہ تعالیٰ یہ آپ کا کرم ہے کہ آج میرا یہ شعر اتنا مقبول ہورہا ہے۔

حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک رسالہ ''نالۂ غمناک'' ہے، بڑا ہی دردناک ہے، شاید ہی کوئی سنگ دل ہو جو اس کو پڑھ کر رونہ پڑے۔ تو دہلی میں ایک آدمی اسے پڑھتا جارہا تھا اور روتا جارہا تھا کہ ہائے یہ کیسا شاعر ہے، کیسا درد بھرا دل رکھتا ہے، اس نے اپنے اشعار میں اللہ کی محبت کا کیا درد بھر دیا ہے۔ حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اُس کے ساتھ ساتھ جارہے تھے۔ تو حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اُس کے کان میں کہا کہ ارے اتنی کیا تعریف کررہا ہے، اس میں کیا رکھا ہے؟ حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اُس سے مذاق کررہے تھے کہ ارے اتنی کیا تعریف کررہا ہے، اس میں کون سا درد بھرا ہوا ہے؟ تو وہ کہتا ہے کہ ؎

لذتِ درد کو بے درد کیا جانے

تو حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اُس کی اِس بات سے خوب مزہ لیا اور بہت خوش ہوئے کہ میری ہی کتاب پڑھنے والے آج مجھ سے ایسی بات کر رہے ہیں۔

تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہے تو تمام گناہوں سے توبہ کرلو، اگر گناہ نہ چھوڑے تو موت کے وقت تو سب کچھ چھوڑنا ہی پڑے گا۔ بتاؤ! جس دن موت آئے گی اس دن سارے گناہ چھوڑنے پڑیں گے یا نہیں؟ لہٰذا یہ نہ سوچو کہ ابھی مرنے میں بہت دن ہیں بلکہ یہ سوچو کہ موت کسی وقت بھی آسکتی ہے ؎

نجانے بلالے پیا کس گھڑی

تورہ جائے تکتی کھڑی کی کھڑی

پھر ہمارے یہ سارے ارادے خاک میں مل جائیں گے، جب اچانک موت آئے گی تو سارے منصوبے دھرے کے دھرے رہ جائیں گے پھر پٹائی اور عذاب اور ذلّت شروع ہو جائے گی۔ اسی لیے کہتا ہوں کہ خدا کے لیے اپنے حال پر جلد رحم کیجیے، جلد اللہ تعالیٰ سے رحم مانگئے، توفیقِ عمل مانگئے۔ اب میں اُس حدیث کا ترجمہ کر رہا ہوں۔

سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ سات باتیں آپ غور سے سن لیں تاکہ اللہ تعالیٰ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ دعا ہمیں لگا دے کہ جو میری حدیث کو غور سے سنتا ہے، اسے یاد کرتا ہے، اسے امانت کی طرح رکھتا ہے اور اسے آگے بڑھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ہرا بھرا رکھے۔ بتائیے! آپ ہرا بھرا رہنا چاہتے ہو یا سوکھنا چاہتے ہو؟ لہٰذا غور سے اس حدیث کو سنیے اور اسے آگے بڑھائیے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا مختصر تذکرہ

اس حدیث کے راوی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضرت ابوہریرہ پانچ ہزار تین سو چونسٹھ حدیثوں کے راوی ہیں، آٹھ سو تابعین کو مدینہ شریف میں پڑھایا کرتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے حضرت عبداللہ ابن عباس، حضرت جابر اور حضرت انس رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسے صحابہ بھی ان کے شاگرد تھے۔

یہ ہے صحبتِ نبوی کا فیضان! لوگ کہتے ہیں کہ صحبت سے کیا ہوتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیادہ صحبت اُٹھائی تھی، اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بڑے بڑے صحابہ ان کے شاگرد ہوئے۔ اور ابوہریرہ کے کیا معنی ہیں؟ بلّی کا باپ۔ چھوٹی بلّی کو ہریرہ کہتے ہیں۔ ایک دن حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آستین میں بلّی کا بچہ لیے ہوئے تھے تو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھ کر فرمایا مَاهٰذَا فِيْ قُمِّكَ؟ تیری آستین میں کیا ہے؟ عرض کیا کہ یارسول اللہ! بلّی کا بچہ ہے۔ آپ نے فرمایا اَنْتَ اَبُوْهُرَيْرَةَ تم بلّی کے باپ ہو۔ بس ان کا یہ نام اتنا مشہور ہوا کہ دنیا ان کا اصلی نام بھول گئی اور نبی کا رکھا ہوا نام چل پڑا۔ بڑے بڑے محدثین لکھتے ہیں کہ پینتیس دلائل سے ان کا نام عبدالرحمٰن ثابت ہوتا ہے لیکن آپ ایک لاکھ مسجدوں میں جائیں گے تو مشکل سے ایک ہزار مولوی یہ بات بتاسکیں گے، ننانوے ہزار نہیں بتاسکیں گے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا اصل نام کیا تھا؟ اصلی نام لوگ بھول گئے، مخلوق سے نسیان ہوگیا اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا رکھا ہوا نام چل پڑا۔

سات قسم کے لوگوں کو عرش کا سایہ ملے گا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشادِ گرامی سنا ہے کہ سات قسم کے لوگوں کو خدائے تعالیٰ اپنا سایہ عطا فرمائیں گے۔ بعض محدثین نے اس کی شرح یہ کی ہے کہ یہاں اپنے سایہ سے مراد اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سایہ ہے مگر اکثر محدثین کا ترجیحی فیصلہ یہی ہے کہ اس سے عرش کا سایہ ہی مراد ہے۔ تو سات اعمال ایسے ہیں کہ قیامت کے دن جب سورج بالکل قریب ہوگا اور اس کی گرمی سے کھوپڑیاں کھول رہی ہوں گی، اُس دن سات قسم کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ عرش کا سایہ عطا فرمائیں گے۔

عرش کا سایہ حاصل کرنے والوں کی پہلی قسم

اَلْاِمَامُ الْعَادِلُ یعنی وہ بادشاہ جو عدل و انصاف سے حکومت کرتا ہو۔ مشہور محدث علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اس میں وہ تمام لوگ شامل ہیں جو اپنے گھر کے ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ یعنی سربراہ ہیں۔ ہر انسان اپنے گھر کا بڑا ہوتا ہے تو جو اپنے گھر میں

بڑا ہے وہ بھی اگر اپنے گھر والوں مثلاً بیوی، بہو، بیٹے، بیٹیوں سے عدل و انصاف کا معاملہ کرے گا تو وہ بھی اس میں شامل ہے، یہ نہیں کہ یہ حدیث صرف ملک کے بادشاہ ہی کے لیے ہے۔ امامِ عادل سے مراد سلطانِ عادل تو ہے ہی مگر تمام عدل و انصاف کرنے والے یہاں تک کہ ہر گھر کا بڑا بھی اِس میں شامل ہے۔

عرش کا سایہ حاصل کرنے والوں کی دوسری قسم

وَالشَّابُّ نَشَأَ فِیْ عِبَادَةِ اللّٰہِ اس حدیث کے پہلے نمبر میں بادشاہت کا نشہ تھا کہ بادشاہت اور سلطنت کا نشہ ہوتے ہوئے بھی عدل و انصاف کو ہاتھ سے نہ جانے دے۔ اب نمبر دو کی ترتیب کا راز دیکھئے کہ اس میں جوانی کا نشہ ہے یعنی وہ جوان جس کی جوانی خدائے تعالیٰ کی عبادت میں گذر جائے اور وہ جوانی کے نشہ میں بھی اللہ کو نہ بھولے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی ایک اور روایت ہے جس کے راوی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس حدیث کی عبارت ہے شَابٌّ اَفْنٰی نَشْاَتَہٗ وَ شَبَابَہٗ فِیْ عِبَادَةِ رَبِّہٖ جس جوان نے اپنی جوانی اور جوانی کے نشہ اور نشاط کو، اپنی اُمنگوں اور آرزوؤں کو اللہ تعالیٰ پر قربان کر دیا یعنی اللہ کی مرضی پر چلتا ہے، اپنی مرضی پر نہیں چلتا، نفس کی گندی خواہشوں کو لات مارتا ہے، لات و منات کو لات مارتا ہے تو ایسے جوان کو بھی عرش کا سایہ ملے گا۔ مبارک ہے وہ جوان جس کی جوانی اللہ تعالیٰ پر فدا ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے جتنے جوان بچے ہیں سب کی جوانیوں کو اپنے لیے قبول فرمالیں۔ تو جوانی کا بھی نشہ ہوتا ہے۔ اسی لیے محدثین لکھتے ہیں کہ اُدھر سلطنت کا نشہ تھا اِدھر جوانی کا نشہ ہے۔

عرش کا سایہ حاصل کرنے والوں کی تیسری قسم

وَرَجُلٌ قَلْبُہٗ مُعَلَّقٌ بِالْمَسَاجِدِ وہ مسلمان جو بازار میں رہے مگر دل مسجد میں اٹکا رہے، وہ مسلمان جو بزنس کرتا ہے، سبزی منڈی میں ہے، مارکیٹوں میں ہے، دفتروں میں ہے لیکن دل مسجد میں لگا ہوا ہے کہ کب اذان ہو اور میں کب یہاں سے اُٹھوں اور اللہ

کے گھر جاؤں۔ خانۂ خدا سے محبت صاحبِ خانہ سے محبت کی دلیل ہے، گھر سے محبت ہونا گھر والے کی محبت کی دلیل ہے۔ مجنوں کہتا ہے ؎

اَمُرُّ عَلَى الدِّيَارِ دِيَارَ لَيْلٰى
اُقَبِّلُ ذَا الْجِدَارِ و ذَا الْجِدَارَا
وَمَا حُبُّ الدِّيَارِ شَغَفْنَ قَلْبِیْ
وَلٰكِنْ حُبُّ مَنْ سَكَنَ الدِّيَارَا

میں لیلیٰ کے گھر کے چکر کیوں لگاتا ہوں؟ مجھے گھر کی محبت نے پاگل نہیں کیا ہے، بلکہ اس گھر میں جو رہتی ہے یعنی لیلیٰ میں تو اس کی محبت میں اس کے گھر کے چکر لگاتا ہوں۔ تو دوستو! مسجد کس کا گھر ہے؟ اللہ کا گھر ہے۔ تو جس کو مسجد سے محبت ہوگی وہ اللہ کی محبت کی وجہ سے ہوگی۔

عرش کا سایہ حاصل کرنے والوں کی چوتھی قسم

نمبر چار ہے رَجُلَانِ تَحَابَّا فِی اللہِ اِجْتَمَعَا عَلٰی ذٰلِكَ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ کہ دو مسلمان جو آپس میں اللہ کے لیے محبت رکھتے ہیں، آپس میں اللہ کے لیے ملتے ہیں اور اللہ کے لیے الگ ہوتے ہیں یعنی خانقاہوں میں آتے ہیں لیکن اماں بیمار ہے تو تھوڑی دیر بیٹھ کر پھر اجازت لے کر چلے جاتے ہیں غرض اُن کا ملنا اور الگ ہونا اللہ ہی کے لیے ہوتا ہے تو ان کو بھی عرش کا سایہ ملے گا لیکن اس میں ایک شرط لکھی ہے کہ اس محبت پر قائم بھی رہے، ذرا ذرا سی بات پر کینہ ورنجش اور بدگمانی نہ آنے پائے، اس محبت پر ہمیشہ قائم رہے۔ اللہ والی محبت کو شیطان کبھی بدگمانی پیدا کر کے ختم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ جہاں سے پانی ملتا ہے شیطان چاہتا ہے کہ اُس چشمہ سے متعلق دل میں بدگمانی ڈال دے۔ یاد رکھو! اگر اللہ والوں سے بدگمانی ہو تو روتے روتے سجدہ گاہ کو تر کر دو اور اللہ سے پناہ مانگو کیونکہ پھر عرش کا فیض آپ کو نہیں ملے گا۔

ایک عورت نے اپنے بچہ کو استنجا کرایا تو تھوڑی سی غلاظت اُس کی انگلی پر لگی رہ گئی، اُس کو نظر نہیں آئی، پھر عید کا چاند نظر آیا تو سب عورتوں نے کہا کہ بہن چاند نظر آگیا تم بھی دیکھ لو، اُس نے بھی چاند دیکھا۔ عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ جب بات کرتی ہیں تو ناک پر انگلی رکھ لیتی ہیں تو اُس عورت نے جس کی انگلی پر غلاظت لگی ہوئی تھی ناک پر انگلی رکھ کر کہا کہ توبہ توبہ اس دفعہ کا چاند تو بہت سڑا ہوا بدبودار نکلا ہے۔ تو حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ چاند کی بدبو نہیں تھی، یہ اس کی انگلی کی بدبو تھی۔ ایسے ہی جو لوگ اللہ والوں سے بدگمانی کرتے ہیں یہ اُن کے دل کی بدبو ہوتی ہے، ان کی بدگمانی کی بدبو ہوتی ہے جس کی وجہ سے شیخ کا فیض حاصل نہیں ہوتا۔

عرش کا سایہ حاصل کرنے والوں کی پانچویں قسم

وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَّجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّیْ اَخَافُ اللہَ کسی شخص کو کوئی خوبصورت، عالی خاندان اور باعزت عورت گناہ کی دعوت دے، اور وہ عورت خاندانی لحاظ سے اونچے خاندان کی ہو کیونکہ بعض لوگ وضع داری میں ایسے ہوتے ہیں کہ اگر بھنگن بلائے تو اُنہیں شرم آتی ہے۔ تو سیّد الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ عالی خاندان کی صاحبِ جمال اور خوبصورت عورت نے اسے اشارہ کیا، دعوتِ گناہ دی، اُس کو اپنی طرف بلایا مگر اُس نے کہا **اِنِّیْ اَخَافُ اللہَ** میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ آہ! اللہ ہم سب کو ایسا ایمان عطا فرمائے۔

ایک نوجوان کو ایسی ہی ایک عورت نے پھنسانے کی کوشش کی۔ اُس نے کہا کہ مجھے استنجاء لگا ہے، لیٹرین کدھر ہے؟ اُس وقت فلش سسٹم نہیں ہوتا تھا، لیٹرین میں ساری غلاظت جمع ہوتی تھی، بھنگی اسے نکال کر باہر جمع کرتے تھے جو کسان وغیرہ کھیتوں میں ڈالنے کے لیے لے جاتے تھے۔ تو جب یہ لیٹرین کی غلاظت میں کودا تو سر سے پیر تک اس میں لت پت ہو گیا۔ اِس حالت میں دیکھ کر اُس عورت نے اسے نفرت سے نکال دیا، یہ وہاں سے نکل کر بھاگا اور دریا میں نہا کر باہر نکلا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے پورے جسم کو خوشبودار کر دیا۔ وہ نوجوان کپڑا بیچتا تھا، ایک دن جب کپڑا بیچ رہا تھا تو ایک ولی اللہ نے اس خوشبو کو سونگھ کر پوچھا کہ یہ خوشبو کہاں

سے لاتے ہو؟ اُس نے کہا کہ یہ خوشبو میرا راز ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ اپنا یہ راز مجھے بتانا پڑے گا۔ اس نے کہا کہ میں زِنا سے بچنے کے لیے غلاظت میں کود پڑا تھا اور میرا سارا بدن نجاست میں لت پت ہو کر انتہائی بدبو دار ہو گیا تھا مگر جب میں دریا سے نہا کر پاک صاف ہو کر نکلا تو اللہ تعالیٰ نے اُس غلاظت کی بدبو کے بدلہ میں مجھے قدرتی عطر کی ایسی خوشبو عطا کر دی کہ اب مجھے عطر نہیں لگانا پڑتا، بغیر خوشبو لگائے میرا جسم خوشبو دار رہتا ہے۔ ارے اللہ پر مر کے تو دیکھو، اِن مرنے والوں پر کیا مرتے ہو، اس عاجز مخلوق پر مر کر کہاں جا رہے ہو ؎

ارے یہ کیا ظلم کر رہا ہے کہ مرنے والوں پہ مر رہا ہے
جو دم حسینوں کا بھر رہا ہے بلند ذوقِ نظر نہیں

اور ؎

نکالو یاد حسینوں کی دل سے اے مجذوبؔ
خدا کا گھر پئے عشقِ بتاں نہیں ہوتا

اور ؎

حسنِ فانی پہ اگر تو جائے گا
یہ منقش سانپ ہے ڈس جائے گا

اگر کوئی سانپ نقش و نگار والا ہو، پھول والا ہو، مسکرا رہا ہو اور اللہ اُس کو بولنے کی صلاحیت بھی دے دے، وہ اُردو بول رہا ہو اور آپ سے کہے کہ دیکھو میرے ہونٹ کیسے ہیں، میرے نقش و نگار کیسے ہیں، سنا ہے آپ حسن سے بہت عشق کرتے ہیں، آئیں مجھے گلے لگالیں۔ تو اسے گلے لگاؤ گے؟ تو جان لو کہ سانپ جان لیتا ہے اور حسین ایمان لیتا ہے۔ بتاؤ! کس سے زیادہ بچنا چاہیے؟

جہانگیر بادشاہ کی بیوی نور جہاں بہت خوبصورت تھی، کمبخت کی ادائیں بھی عجیب تھیں۔ ایک مرتبہ جہانگیر اسے دو کبوتر پکڑا کر کہیں چلا گیا، واپس آکر دیکھا تو اس کے ہاتھ میں ایک ہی کبوتر تھا، اس نے پوچھا کہ ایک کبوتر کہاں گیا؟ نور جہاں نے کہا کہ اُڑ گیا، پوچھا کیسے اُڑ گیا؟ اُس کے دوسرے ہاتھ میں جو کبوتر تھا اُس کو اُڑا کر بولی ایسے اُڑ گیا۔ تو اسی ادا پر بادشاہ نے

اس سے شادی کرلی۔ نور جہاں دربار میں پردہ کی آڑ میں بادشاہ کے پیچھے نہیں بیٹھتی تھی تو بادشاہ سلطنت کے فرامینِ شاہی نہیں لکھ سکتا تھا، اس کی جدائی سے اتنا پریشان رہتا تھا، اُس کو اپنے پیچھے بٹھا کر سلطنت کے شاہی فرامین اور فیصلے لکھتا تھا۔ تو ایک دن نور جہاں نے کہا کہ جب میرے بغیر آپ کا دماغ صحیح نہیں رہتا تو آپ بھی میرا مذہب اختیار کر لیجیے، میں شیعہ ہوں، آپ بھی شیعہ بن جائیے کیونکہ عاشق کو چاہیے کہ اپنے معشوق کے مذہب میں آجائے تو جہانگیر نے کہا کہ جاناں! بتو جاں دادم نہ کہ ایماں دادم، اے محبوب! تجھ کو اپنی جان دی ہے اپنا ایمان نہیں دیا۔ اس زمانہ کے بادشاہوں کے ایمان کا یہ حال تھا کہ جان دے دو مگر ایمان نہ دو۔

جان دینے کا مطلب یہ ہے کہ شریعت کے خلاف نہ کرو، حلال بیوی سے بھی اتنی محبت جائز نہیں ہے جس کی وجہ سے جماعت سے نماز چھوٹ جائے، حلال بیوی سے بھی اتنی محبت جائز نہیں ہے کہ دین کے سب تقاضے ختم کر دیئے اور گھر سے باہر ہی نہیں نکلتے، مریدین کہتے ہیں کہ حضرت گھر سے باہر آکر کوئی نصیحت کیجیے مگر حضرت بیوی کے پاس بیٹھے ہیں۔

اللہ کے لیے جو محبت کرتا ہے، جس پر اللہ کی محبت چھا جاتی ہے اُس سے مخلوق کو بھی بڑا آرام رہتا ہے۔ اب یہ نہ کہو کہ بیویاں کہیں گی کہ اگر ہمارے شوہروں پر اللہ کی محبت چھا گئی تو ہمارا کیا حال ہو گا، جس پر اللہ کی محبت چھاجاتی ہے وہ اپنی بیوی سے بہت محبت کرتا ہے، اُس کی ایک ایک بیماری اور تکلیف کو اپنا غم سمجھتا ہے کہ یہ میرے اللہ کی بندی ہے، اس کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ، اس کی خطاؤں کو معاف کرو۔ بتایئے! پانچویں نمبر کا پرچہ آسان ہے یا مشکل؟ کتنا آسان پرچہ ہے کہ اگر کوئی خوبصورت، صاحبِ جمال، عالی خاندان کی عورت بلائے تو کہہ دو کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ آہ! جس کو یقینِ کامل حاصل ہے اُس کے لیے یہ پرچہ بڑا آسان ہے۔

عرش کا سایہ حاصل کرنے والوں کی چھٹی قسم

وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَاَخْفَاهَا حَتّٰى لَاتَعْلَمَ شِمَالُهٗ مَاتُنْفِقُ يَمِيْنُهٗ جو اللہ کے راستہ میں خیر اور نیکی کرے، اللہ کے راستہ میں مال خرچ کرے، مسجد، مدرسہ، طلبہ کے اخراجات غرض کوئی بھی نیک کام کرے لیکن اس طرح کرے کہ داہنے

ہاتھ سے صدقہ کرے تو بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہ ہو۔ اپنا صدقہ خیرات اتنا چھپائے کہ نام بھی مشہور نہ ہو۔

اب میں آپ کو ایک واقعہ سناتا ہوں، جب ہمارے اس مدرسہ کی پانچ منزلہ عمارت بن رہی تھی تو ایک صاحب نے گیارہ لاکھ روپے دیئے اور کہا کہ میرا نام نہ آئے۔ میں نے کہا رسید تو لے لو۔ کہا کہ قیامت کے دن رسید چاہیے، مجھے یہ چار انچ کی رسید نہیں چاہیے، مجھ کو میدانِ محشر میں رسید چاہیے۔ اُس کی بات پر میرا دل ہل گیا۔ اللہ تعالیٰ اُس کا مال قبول فرمائے لیکن آج تک کوئی اُس کا نام بھی نہیں جانتا، میرے قریبی دوست بھی نہیں جانتے، جو لوگ چاہتے ہیں کہ میرا نام ظاہر نہ ہو تو میرے لیے جائز نہیں کہ میں اُن کا نام ظاہر کر دوں، اس کو کہتے ہیں اخلاص۔ اس کے برعکس ایک خاتون کا دبئی میں کاروبار تھا، اُس نے کراچی آکر ہمارے ایک دوست سے کہا کہ مدرسہ کی پانچوں منزلیں ہم بنوائیں گے بشرطیکہ اس پر میرے شوہر کے والد کا نام لکھ دیا جائے۔ میں نے کہا کہ میں ہرگز ایسا نہیں کر سکتا کیونکہ میں نے اپنے دادا پیر کے نام کی ایک تختی لگا دی ہے "مسجدِ اشرف بیادگار حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ" اگر ہم سب کے باپوں کے نام یہاں لکھ دیں تو لوگوں کے ناموں کے کتنے بورڈ جمع ہو جائیں گے۔ اور اگر تمہیں اللہ کے یہاں اجر چاہیے تو پھر نام کیوں چاہتے ہو؟ غرض اس نے ایک پیسہ بھی نہیں دیا حالانکہ پندرہ لاکھ روپے دینے کا وعدہ کیا تھا مگر اس شرط پر کہ دروازہ پر اُس کے شوہر کے والد کا نام لکھا جائے کہ تعمیر کردہ فلاں حاجی صاحب۔ تو اس عورت کی شرط قبول نہ کرنے کا بظاہر تو نقصان ہوا لیکن اس کے بدلہ میں میرے اللہ نے مجھے ایسی جگہ سے روپیہ عطا فرمایا کہ اس شخص نے اپنا نام تک چھپانے کی درخواست کی، مگر ان شاء اللہ اُس کو اللہ تعالیٰ کی رضا ملے گی۔ تو جب اللہ کے لیے خرچ کرو تو پھر نام و نمود نہ کرو، دِکھاوا نہ کرو بلکہ مہتمم سے بھی کہہ دو کہ میرا نام اِدھر اُدھر نہ لیں۔ تو عرش کا سایہ حاصل کرنے والے چھ اعمال بیان ہو گئے، اب صرف ایک عمل رہ گیا۔

عرش کا سایہ حاصل کرنے والوں کی ساتویں قسم

یہ عمل عجیب ہے، بڑا سستا ہے، اس میں کوئی پیسہ لگانے والا کام نہیں ہے، نہ ہی کوئی خرچہ ہے، ساتوں نمبر اتنا آسان ہے کہ نہ اُس میں کوئی پیسہ خرچ ہوتا ہے، نہ حسین عورت کی دعوت ہے اور وہ ہے رَجُلٌ ذَكَرَ اللهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ اللہ کا کوئی مسلمان بندہ تنہائی میں اللہ کو یاد کرکے رو پڑے، اُس کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑیں کہ اے میرے اللہ! آپ مجھ کو کیسے ملیں گے؟ کہاں ملیں گے؟ سبحان اللہ! ایک بزرگ شاعر اللہ تعالیٰ کی طلب میں عین جوانی میں جنگل میں اللہ تعالیٰ کو تلاش کرتے ہیں اور آسمان کی طرف دیکھ کر اللہ سے کہتے ہیں ؎

اپنے ملنے کا پتہ کوئی نشاں
تو بتا دے مجھ کو اے ربِّ جہاں

جس کو خدا اپنی تڑپ دیتا ہے تو وہ بالغ ہوتے ہی بلکہ بعض تو بالغ ہونے سے پہلے ہی ولی اللہ ہو جاتے ہیں۔

عاشق مجاز پر دو تباہ کاریاں مسلط ہوتی ہیں

یاد رکھو! ان صورتوں کا کوئی بھروسہ نہیں ہے لہٰذا بگڑنے والی صورتوں پر مت بگڑو۔ بتاؤ! یہ صورتیں ہمیشہ یکساں رہیں گی یا عمر کی زیادتی سے بگڑ جائیں گی؟ تو بگڑنے والوں پر بگڑنے والے باگڑ بِلے ہو جاتے ہیں یا نہیں؟ جو بگڑنے والوں پر بگڑتے ہیں وہ ڈبل باگڑ بلّے ہو جاتے ہیں یعنی خود بھی تباہ ہوتے ہیں اور جو تباہ ہونے والے ہیں ان پر بھی تباہ ہو رہے ہیں یعنی دو تباہ کاریاں جمع ہو جاتی ہیں اور جو اللہ پر فدا ہو رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے نام کے صدقہ میں اُن کی حیات سے نجانے کتنے لوگ حیات پا گئے۔ میرا شعر ہے ؎

وہ دل جو تیری خاطر فریاد کر رہا ہے
اُجڑے ہوئے دلوں کو آباد کر رہا ہے

جن کے دل اندر ہی اندر خدائے تعالیٰ کو یاد کرتے رہتے ہیں اُن کی صحبتوں میں بیٹھنے والوں کے دلوں کو بھی اللہ تعالیٰ آباد کر دیتا ہے۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا تھا ؎

تو نے مجھ کو کیا سے کیا شوقِ فراواں کر دیا

پہلے جاں پھر جانِ جاں پھر جانِ جاناں کر دیا

کہ آج ایک مسٹر مولویوں کا پیر بنا ہوا ہے۔

القائے الہام کے لیے بخاری شریف کی دعا

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنا محبوب، اپنا مقبول بنالے اور ہماری جتنی خطائیں ہیں سب کو معاف کر دے اور اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی خطاؤں پر متنبہ بھی فرمادے۔ بعض لوگ ایسے ظالم ہوتے ہیں کہ انہیں اپنی خطا کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ خدائے تعالیٰ ہمیں اپنی ناراضگی کے اعمال پر تنبیہ بھی عطا کر دے کہ اس بات سے ہم خوش نہیں ہیں، دل میں آواز آنے لگے کہ اے میرے بندے! میں تیری اس ادا سے، اس قول یا فعل سے خوش نہیں ہوں۔ اور اس کے لیے بخاری شریف کی دعا بھی ہے، جو اس کو پڑھتا رہے گا ان شاء اللہ تعالیٰ اس کے قلب میں آواز آنے لگے گی، الہام ہونے لگے گا۔ بخاری شریف کی دعا ہے:

اَللّٰھُمَّ اَلْھِمْنِیْ رُشْدِیْ وَاَعِذْنِیْ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ [۹]

اے اللہ! اپنی پسند والے اچھے اچھے، نیک اور ہدایت کے ارادے میرے دل میں ڈال دے اور میرا نفس کہیں نیک ارادوں پر عمل کرنے میں آڑے نہ آجائے تو اس کمینے نفس کے شر سے بھی میری حفاظت فرما۔ یہ بخاری شریف کی دعا ہے۔ اس کے پڑھنے سے ان شاء اللہ دل میں ہدایت کے ارادے آنے لگیں گے اور بُرائیوں سے بچنے کی توفیق بھی شروع ہو جائے گی۔

۹ مشکوٰۃ المصابیح،۱/۲۱۷،باب الاستعاذۃ،قدیمی کتب خانہ

اَلْهِمْنِیْ الہام سے ہے یعنی اے اللہ! اچھی اچھی باتیں دل میں ڈال دیں جن سے آپ خوش ہو جائیں۔ عربی میں رُشد کے معنی ہدایت کے ہیں، اَللّٰهُمَّ اَلْهِمْنِیْ رُشْدِیْ یعنی میری ہدایت کے ارادے میرے دل میں عطا فرمادیں، وَاَعِذْنِیْ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ اور میرے نفس کے شر سے پناہ نصیب فرمائیں۔

بعض بندے خدا کے راستہ کو جانتے تو ہیں لیکن نفس کی غلامی کی وجہ سے اس پر چلنے میں سستی کرتے ہیں۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض لوگ ہرن کا شکار کرنا چاہتے ہیں لیکن جنگلی سور اُن کو اپنے منہ میں دبوچ کر چبانا شروع کر دیتا ہے۔ نفس جنگلی سور سے کم نہیں ہے۔ وہ لوگ جانتے ہیں کہ میں بد نظری کر رہا ہوں، اس وقت جنگلی سور کے منہ میں ہوں، مگر آہ! سب کچھ جانتے ہوئے بھی اُن کو ندامت کا احساس نہیں ہوتا۔ شیخ العرب والعجم حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے ؎

روتی ہے خلق میری خرابی کو دیکھ کر
روتا ہوں میں کہ ہائے میری چشم تر نہیں

اہل اللہ اُن کی زندگی کو دیکھ کر اتنا کڑھتے ہیں کہ انہیں ہارٹ فیل ہونے کا خطرہ ہو جاتا ہے لیکن نفس کے سور کے منہ میں پھنسا ہوا وہ ظالم اپنے اوپر رحم نہیں کرتا۔ تو سات اعمال ہو گئے۔ آپ بتایئے کہ رونے کا کوئی بِل آتا ہے؟ آنسو نکالنے میں کوئی خرچہ ہوتا ہے؟

حضرت سعد ابنِ ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا مختصر تذکرہ

ایک حدیث ہے:

اِبْكُوْا فَاِنْ لَّمْ تَبْكُوْا فَتَبَاكَوْا[1]

رواور اگر رونا نہ آئے تو رونے والوں کی شکل بنالو۔

[1] ابن ماجہ: صفحہ ۳۲۶، رقم (۴۱۹۶) باب الحزن والبکاء، مکتبہ رحمانیہ

یہ صحاح ستہ کی حدیث ہے، اس کے راوی حضرت سعد ابنِ ابی و قاص رضی اللہ عنہ ہیں، یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں لگتے ہیں، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ سعد ابن ابی و قاص میرے ماموں ہیں، لائے تو کوئی میرے ماموں جیسا اپنا ماموں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگِ بدر میں اپنے دستِ مبارک سے انہیں تیر عطا فرمایا اور کہا کہ اے سعد! تیر چلائیں۔ پھر ان کو دو دعائیں دیں کہ خدا آپ کے تیر کو صحیح رکھے اور آپ کی دعا ہمیشہ قبول کرے۔ حضرت سعد ابنِ ابی و قاص رضی اللہ عنہ نے ایک کافر پر تیر چلایا، وہ گر گیا اور ننگا ہو گیا، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنا ہنسے کہ مارے خوشی کے آپ کی ڈاڑھیں کھل گئیں۔

جنگِ اُحد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیروں کا ترکش اور سارے تیر حضرت سعد ابن ابی و قاص رضی اللہ عنہ کو دے دیئے اور ان سے فرمایا کہ اے سعد! تیر چلائیں، میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے زندگی میں کسی صحابی کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے ایسا جملہ نہیں سنا کہ نبی ہو کر آپ کسی صحابی پر اپنے ماں باپ فدا کر رہے ہوں۔ یہ حضرت سعد ابن ابی و قاص رضی اللہ عنہ کی قسمت تھی، اُن کا نصیبہ تھا کہ جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سارے تیر دے کر فرمایا اے سعد! تیر چلائیں، فِدَاكَ اَبِیْ وَ اُمِّیْ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ صحاح کی روایت ہے کہ حضرت سعد ابن ابی و قاص رضی اللہ عنہ نے اُحد کے دامن میں ایک ہزار تیر چلائے تھے۔

یہ تو اپنی قسمت بنا گئے لیکن ہم نفس کی حرام خوشیوں پر تلوار نہیں چلا سکتے، گردن پر کیا تلوار چلائیں گے۔ نفس کی بُری بُری خواہشوں پر تلوار نہ چلانے والو! تم سے کیا اُمیدیں ہیں، میں اس میں اپنے کو بھی شامل کرتا ہوں، اللہ ہمارے حال پر رحم فرمائے اور ہمیں نفس کی گردن پر اور نفس کی گندی خواہشوں پر اپنے حکم کی تلوار چلانے کی توفیق دے تاکہ ہم اللہ سے کہہ سکیں ؎

ترے حکم کی تیغ سے میں ہوں بسمل
شہادت نہیں میری ممنونِ خنجر

یہ میرا شعر ہے، یعنی ہم اپنی بُری خواہشات کو اللہ کے لیے اللہ کی تلوار سے یعنی اللہ کے حکم سے فنا کرتے ہیں، ہم کافر کی تلوار کے ممنون نہیں ہیں، ہم آپ کے حکم کی تلوار سے شہید ہو رہے ہیں، یہ بھی شہادت کی ایک قسم ہے۔

اب اللہ سے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ روئے زمین پر بہت بڑے بڑے اولیاء اللہ پیدا فرمائیں جو ہماری تربیت کریں اور ہمیں اللہ تعالیٰ کی محبت سکھائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی اصلاح فرمادیں اور ہمیں اللہ والا بنادیں، آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

وَصَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ

وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

اس وعظ سے کامل نفع حاصل کرنے کے لیے یہ دستور العمل کیمیا اثر رکھتا ہے

دستور العمل

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

وہ دستور العمل جو دل پر سے پردے اٹھاتا ہے، جس کے چند اجزاء ہیں، ایک تو کتابیں دیکھنا یا سننا۔ دوسرے مسائل دریافت کرتے رہنا۔ تیسرے اہل اللہ کے پاس آنا جانا اور اگر ان کی خدمت میں آمد و رفت نہ ہو سکے تو بجائے ان کی صحبت کے ایسے بزرگوں کی حکایات و ملفوظات ہی کا مطالعہ کرو یا سن لیا کرو اور اگر تھوڑی دیر ذکر اللہ بھی کر لیا کرو تو یہ اصلاح قلب میں بہت ہی معین ہے اور اسی ذکر کے وقت میں سے کچھ وقت محاسبہ کے لئے نکال لو جس میں اپنے نفس سے اس طرح باتیں کرو کہ:

”اے نفس ایک دن دنیا سے جانا ہے۔ موت بھی آنے والی ہے۔ اُس وقت یہ سب مال و دولت یہیں رہ جائے گا۔ بیوی بچے سب تجھے چھوڑ دیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ سے واسطہ پڑے گا۔ اگر تیرے پاس نیک اعمال زیادہ ہوئے تو بخشا جائے گا اور گناہ زیادہ ہوئے تو جہنم کا عذاب بھگتنا پڑے گا جو برداشت کے قابل نہیں ہے۔ اس لئے تو اپنے انجام کو سوچ اور آخرت کے لئے کچھ سامان کر۔ عمر بڑی قیمتی دولت ہے۔ اس کو فضول رائیگاں مت برباد کر۔ مرنے کے بعد تو اُس کی تمنا کرے گا کہ کاش میں کچھ نیک عمل کر لوں جس سے مغفرت ہو جائے۔ مگر اس وقت تجھے یہ حسرت مفید نہ ہو گی۔ پس زندگی کو غنیمت سمجھ کر اس وقت اپنی مغفرت کا سامان کر لے۔“

پُرسکون زندگی گزاریں!

اللہ تعالیٰ نے دونوں جہاں میں چین ، سکون اور اطمینان صرف اپنے دین میں رکھا ہے۔ آپ بھی سکون اور اطمینان والی زندگی گزار سکتے ہیں۔

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی میں روزانہ مختلف اوقات میں مجالس ہوتی ہیں۔ الحمدللہ! ان مجالس کی برکت سے لاکھوں بھٹکے ہوئے انسان سکون اور اطمینان کی زندگی گزار رہے ہیں۔ آپ بھی ان بابرکت مجالس میں شرکت کرسکتے ہیں۔

اتوار کو صبح ۱۱ بجے اور پیر کو نمازِ مغرب کے بعد خصوصی مجالس ہوتی ہیں، جن میں خواتین کے لیے پردے کے ساتھ علیٰحدہ جگہ مجلس سننے کا انتظام ہے۔

مجالس کے بارے میں مزید معلومات، نیز اپنے تمام مسائل کے شرعی حل کے لیے ان نمبروں پر رابطہ کیا جاسکتا ہے:

34975758،34975658،34975221

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ وعظ "سایۂ عرش کا حصول" کائنات کی سب سے اہم ضرورت یعنی مغفرتِ کاملہ کے حصول پر مبنی ہے۔ اس وعظ میں حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے مخصوص انداز میں اپنے دردِ دل کی ترجمانی کرتے ہوئے اس حدیث مبارک کی نہایت دل فریب اور دل نشین انداز سے شرح فرمائی ہے جس میں اُن اعمال کا ذکر ہے جو مسلمانوں کے لیے قیامت کے دن سایۂ عرش کے حصول کا ذریعہ بنیں گے۔

حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے جس پُر اثر اور سہل انداز میں ان اعمال کی تشریح فرمائی ہے اس کے باعث شاید ہی کوئی مسلمان ایسا ہو جس کے لیے اِس حدیث میں واردِ اِن اعمال پر عمل کرنا ممکن نہ رہے جن کی بدولت قیامت کے دن اسے عرش کا سایہ ملے گا۔

ناشر

کتب خانہ مظہری